اسلام اور پاکستان کی سالمیت

ڈاکٹر فضل الرحمان

اکثر پاکستانی یہ محسوس کرتے ھیں کہ صرف اسلام اور اس کے نمود پذیر فلسفے کے ذریعے ھی وہ صحیح راستہ متعین کیا جاسکتا ھے جو پاکستان کے مختلف حصوں اور اس کے باشندوں کو ایک سالم، مربوط اور پر امید قوم بنادیگا۔ ان کے نزدیک یہ طریقہ سب سے اچھا اور قابل اعتماد ھے ۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ھم میں سے بیشتر لوگ اس بات پر یقین رکھتے ھیں کہ قومی یکجہتی کے اقدار کو حاصل کرنے کے لئے یہی بہترین بلکہ واحد طریقہ ھے۔ جب ھم اپنے فکروعمل کی بنیاد اسلامی نظریات پر رکھیں گے تو وقت گزرنے کے ساتھ ثقافت کی ایک عظیم عمارت بنتی جائے گی ۔ یہ ثقافت ایسی جاندار اور دوسروں سے مختلف ھوگی کہ ھم اسے پاکستانی کہہ کر ممیز کرسکینگے ۔ جب اس طرح سے یہ ضابطہ پیش کیا جاتا ھے تو یوں معلوم ھوتا ھے کہ یہ ھر لحاظ سے مکمل اور ناقابل تردید ھے اور اس کے خلاف مشکل ھی سے کوئی آواز اٹھائی جاسکتی ھے ۔ لیکن جب ھم نظریات کے حصار سے باھر نکلتے ھیں اور معاشرتی حقیقتوں کا گہری نظر سے مطالعہ کرتے ھیں تو ھمیں حیرت ھوتی ھے کہ کیا ھم اس فارمولے سے اپنا مقصد حاصل کرسکتے ھیں اور کیا اسے ھمارا معاشرہ قبول کرنے کے لئے تیار ھے؟ سچ تو یہ ھے کہ اس اصول کے بارے میں اکثریت کی پرزور حمایت سے محض ایک میکانکی عمل کا مظاھرہ ھوتا ھے۔ اگرچہ ان کی نیتوں میں کوئی کھوٹ نہیں ھوتا لیکن اس مظاھرے سے یہ ثابت ھوتا ھے کہ جو کہا جارھا ھے وہ نتائج اور عواقب کو اچھی طرح سوچ سمجھ کر پوری ذمہ داری سے نہیں کہا جارھا ھے بلکہ جو کچھ ھورھا ھے وہ غیر شعوری طور پر ھورھا ھے ۔طوطے کی طرح رٹا ھوا سبق دھرایا جا رھا ھے۔

ایسا کیوں ہورہا ہے اسے معلوم کرنے کے لئے صحیح حالات اورعوامل کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ ہمارے موجودہ مسلم معاشرہ کو دو بڑے گروہوں میں منقسم کیا جاسکتا ہے : قدامت پسند اور جدت پسند ۔ یہ کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کے خیالات میں بہت فرق ہے اور یہ سچ بھی ہے۔ قدامت پسند حضرات قرون وسطیٰ کے نظریات کی رو سے اسلام کی تشریح کرتے ہیں ۔ لیکن جدت پسند اصحاب ان نظریات کے بجائے نئی توضیحات لاتے ہیں کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ موجودہ دور میں قرون وسطیٰ کے سماجی اور اقتصادی طریقے سودمند ثابت نہیں ہوسکتے لیکن جدت پسند بھی اسلام کا کوئی نیا ترقیاتی خاکہ نہیں پیش کرتے۔ ان کی جدوجہد منفی سمت میں ہوتی ہے ۔ وہ اسلام کو علیحدہ یا غیر موثر رکھنا چاہتے ہیں تاکہ اسلام ترقی کی راہ میں حائل نہ ہو۔ ان کا خیال ہے کہ اسلامی حدود سے باہر رہ کر ہی ترقی کی منزلیں طے کی جاسکتی ہیں۔ اس طرح ایک ” اقل (minimal) اسلام “ کا تصور ان کے سامنے آتا ہے جس سے انھیں عارضی تسلی تو مل جاتی ہے لیکن یہ ” لادینیت “ کا دوسرا نام ہوتا ہے ۔ ”محدود یااقل اسلام“ کا یہ تصور ان کے اپنے ذہن کی پیداوار نہیں بلکہ اس خیال کو خود قدامت پرستوں نے تقویت پہنچائی ہے۔ چونکہ اس خیال کی جڑوں نے قدامت پرستی کی سر زمین میں پرورش پائی ہے اس لئے ہمارے جدت پسند حضرات لادینیت کے الزام سے بچ نکلتے ہیں ۔ قرآن حکیم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند صفات کے افراد اور متوازن اور حیات آفریں معاشرہ پر زور دیا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہمیں سہ رکنی پروگرام پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اول تو یہ کہ افراد میں روحانی اور اخلاقی بلندی پیدا کی جائے۔ دوئم یہ کہ افراد اور معاشرہ کی مادی حالت کو بہتر بنایا جائے ۔ سوئم یہ کہ ترقی کو متوازن بنانے اورمعاشرہ کو مختلف قسم کی ناانصافیوں اور جور و ظلم سے محفوظ رکھنے کے لئے پابندیاں عائد کی جائیں ۔ ہم اسی وقت اس پروگرام سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جب یہ تینوں رخ ایک ساتھ مل کر کام کریں ۔ اسلام نے ان تینوں پر یکساں زور دیا ہے اور کسی ایک کو دوسرے پر قربان نہیں کیا ہے۔ اخلاقی اور روحانی اقدار کو قائم رکھنے کے لئے عبادات کے کچھ اصول اور قاعدے مرتب کئے ہیں ۔ مادی ترقی کے لئے دولت پیدا کرنے پر زور دیا ہے ۔

قرآن حکیم نے بارہا اسے " خیر " اور " فضل‌اللہ " قرار دیا ہے - اسی طرح قرآن اور سنت نے ناانصافیوں اور ظلم و تعدی سے محفوظ رہنے کے لئے پابندیاں اور سزائیں تجویز کی ہیں- صرف پابندیوں اور سزاؤں کا ذکر منفی طرز فکر کی غمازی کرتا ہے - ان کی ضرورت صرف اسی وقت پڑتی ہے جب کاروان ترقی رواں دواں ہوا اور اسے صحیح سمت میں رکھنے کے لئے کنٹرول کا سہارا لینا پڑے- لیکن جب اسلام کا پہلا توسیعی دور ختم ہوا تو بدقسمتی سے شریعت کی پاسبانی ان لوگوں کے ہاتھوں میں آئی جنہوں نے اسلام کے بنیادی اور مثبت رخ سے بالکل بے اعتنائی برتی اور معاشرہ کی ترقی اور خوشحالی کو یکسر فراموش کردیا - ان کے قانونی نظام میں صرف تعزیریں اور پابندیاں ہی نظر آتی ہیں - ان میں حیات آفرینی کا کہیں پتہ نہیں چلتا - جب زندگی کی موجیں ہی ساکت و جامد ہوں تو تعزیریں اور پابندیاں بے معنی ہوکر رہ جاتی ہیں- اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے علماء نے معاشرتی اور اقتصادی رخ سے منہ موڑ کر اور صرف قوانین کو اپنا کر منفی طریقے پر زور دیا حالانکہ قرآن حکیم اور سنت رسول‌اللہ صلی‌اللہ علیہ وسلم میں ہر جگہ زندگی کی نبضیں دھڑکتی ہوئی نظر آتی ہیں -

جب شریعت کے پاسبانوں نے معاشرتی اور اقتصادی پہلو کو نظرانداز کردیا تو نماز اور روزہ اور دیگر احکامات جو روحانی اور اخلاقی اقدار پیدا کرنے کے لئے تھے محض قدامت پرستی کے رسمی اطوار میں بدل گئے- اسلام نے ہمیں یہ بنیادی سبق دیا ہے کہ روحانی ترقی کا دارو مدار مادی ترقی پر ہے- حکیم الامت علامہ اقبال نے بھی اسی تصور کا بار بار ذکر فرمایا ہے- مادیت کے بغیر روحانیت کا قائم رہنا محض ایک واہمہ ہے - البتہ روحانیت سے جوگیوں کی ریاضت مراد ہو تو اور بات ہے - اسلام کے روحانی اور اخلاقی رخ کو برقرار رکھنے کے لئے " اسلام کے پانچ ستون " گنائے گئے ہیں- اور یہ کہا جاتا ہے کہ اگر آپ ان " پانچ ستونوں " پر باقاعدگی کے ساتھ عمل پیرا رہیں گے تو آپ کا اسلام محفوظ رہے گا - لیکن سوال یہ ہے کہ وہ فرش کون سا ہے جس پر یہ " پانچ ستون" کھڑے کئے گئے ہیں؟ ان ستونوں کے ساتھ کون سی دیوار اٹھائی جائے گی ؟ اور چھت کیسی ہوگی' جو ان ستونوں کے سہارے بنائی جائیگی ؟ در اصل یہ سوالات نہ تو پوچھے

جاتے ہیں اور نہ ہی کوئی ان کا جواب دیتا ہے - سچ تو یہ ہے کہ فرش دیوار یا چھت کا ذکر سننے میں بھی نہیں آتا - جب سنتے ہیں صرف ستون ہی کا ذکر سنتے ہیں - اسی کا نام ''اقل اسلام'' ہے - یہ نہ تو قرآن کے بموجب ہے اور نہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے - یہ صحیح ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں ان ستونوں کو نمایاں طور پر پیش کرنے کے کچھ ضروری اسباب تھے - لیکن ہم تو صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس قسم کا اسلام محض ''محدود اسلام'' ہے -

یہ ہے قدامت پرستوں کا نقطۂ نظر یعنی منفی اسلام - جہاں تک روحانی اور اخلاقی اقدار کا تعلق ہے، جدت پسند اصحاب کا نظریہ مختلف ہے - وہ قرون وسطیٰ کی تعزیروں اور پابندیوں کو غیر ضروری سمجھتے ہیں کیونکہ ان کا خیال ہے کہ زمانے کے ساتھ ساتھ انہیں بھی بدلنا چاہئیے - جب ان لوگوں کو اپنے اسلام کی تلاش ہوتی ہے تو وہ ''محدود اسلام'' کو تو قبول کرتے ہیں - لیکن ہاتھ کاٹنے یا درے مارنے کی سزا کے تصور سے بھی گھبرا اٹھتے ہیں - اور کہتے ہیں کہ آیا اسلام کی اصلیت صرف تعزیروں ہی میں مضمر ہے اور جب اسلام سے کوئی ترقی رونما نہیں ہوتی تو اسے تعزیریں اور پابندیاں لگانے کی ذمہ داری کیوں سونپی جائے - الغرض جدت پسندوں کے نظریے کا ماحصل یہ ہے کہ جہاں تک معاشرتی اور اقتصادی زندگی کا تعلق ہے اسلام کو غیر موثر بنادیا جائے کیونکہ اقتصادی ترقی اسلام کے حدود سے باہر رہ کر ہی ہوسکتی ہے - اس طرح یہ لوگ قدامت پرستوں کے منفی اسلام کو رد کرنے کے باوجود ان کے ''اقل اسلام'' پر زور دیتے ہیں - شاید جدت پسند یہ سوال کریں کہ ہم نے ان کے متعلق جو کچھ کہا ہے وہ کہاں تک درست ہے کیونکہ کیا ہم اسلام کو اجتماعی طرز زندگی نہیں سمجھتے ؟ اس کے جواب میں ہم جدت پسندوں سے یہ کہیں گے کہ ہم انہیں ان کے اقوال سے نہیں بلکہ ان کے اعمال سے جانچتے ہیں - آج تک جب بھی اسلام اور ترقی کے موضوع پر بحث ہوئی ہے تو ان لوگوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ اسلام میں بذات خود ترقی کے عناصر شامل ہیں بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ''اسلام اور ترقی میں کوئی تضاد نہیں'' یا ''اسلام ترقی کی راہ میں حائل نہیں'' یا ''اسلام کو ترقی سے

کوئی بیر نہیں -'' لیکن یہ سب منفی پیرایہ بیان ہیں - دنیا میں بہت سی چیزیں ایسی ہوسکتی ہیں جنہیں ترقی سے کوئی دشمنی نہیں - مثلاً کسی کے گال پر تل - میں پوچھتا ہوں کہ کیا ان کے انداز فکر میں اسلام کو تل سے زیادہ اہمیت دی جارہی ہے اور کیا اگر اسلام کو اخلاقی اقدار سے علیحدہ کردیا جائے تو وہ پھر بھی اسلام باقی رہ جاتا ہے ؟ کیا ہم ترقی یا تنزل کے کسی پہلو کو اخلاقی اقدار سے جدا دیکھ سکتے ہیں؟ اگر ہم بحیثیت قوم کے غریب ' بھوکے اور جاہل ہیں تو کیا اس میں اخلاقی اقدار کو کوئی اہمیت حاصل نہیں؟ کیا ہم ایسے اہم مسئلہ کو اسلامی نقطہٗ نظر سے نہ دیکھیں؟ ہم مثبت طریقے سے اسلامی ترقی کا ذکر کیوں نہ کریں اور اسلام کو براہ راست دولت کی فراہمی سے منسلک کیوں نہ کریں؟

حقیقت تو یہ ہے کہ جب ہم غور سے جدت پسندوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ بھی قدامت پرست ہیں اور قدامت پرستوں کے اسلام کو اپنائے ہوئے ہیں - وہ قرون وسطیٰ کی تعزیروں اور پابندیوں کو رد کرنے کے بعد یہی بہتر سمجھتے ہیں کہ اسلام کو زیادہ سے زیادہ محدود دائرے میں رکھا جائے - قدامت پسند ہوں یا جدت پسند دونوں ہی اس حقیقت سے ناآشنا ہیں کہ انسانی خوشحالی اور ترقی سے اسلام کا براہ راست تعلق ہے اور قرآن اور سنت انسان کی مادی اور روحانی ترقی کے خواہاں ہیں - کیا ہم اس معاملے میں بھی قرآن اور سنت کو مشعل راہ نہیں بناسکتے ؟

پاکستان کی سالمیت اور یکجہتی سب سے زیادہ ضروری ہے- اور ہم اسلامی نظریات کی صحیح ترجمانی ہی کے ذریعے اس مقصد کو حاصل کرسکتے ہیں- منفی اسلام یا محدود ' اقل اسلام سے نہ تو یہ مقصد حاصل ہوسکتا ہے اور نہ ہی اسے ہم صحیح اسلام کہہ سکتے ہیں- صرف ایک سالم اسلام ہی ایک سالم پاکستان کی ضمانت دے سکتا ہے -

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱدْخُلُوا۟ فِى ٱلسِّلْمِ كَآفَّةً